شش ماہی علوم السنہ
شعبہ حدیث اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

ISSN: 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

اسلام میں انتخاب زوج کا حق ایک تحقیقی مطالعہ

Exploring the Right of Spouse Selection in Islam

Muhammad Farooq*
Rsearch Scholar, Department of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore

Abstract
Islam a dynamic religion, not only confers individuals with the right of spouse selection but this practice is highly valued. This essay explores teachings of Islam regarding this right and its significance in fostering healthy and fulfilling marriages.Islam recognizes the importance of personal choice in marriage and also leads crusades for it.It is evident in Quranic verses, such as Surah Al-Baqarah (2:221), emphasizes the freedom to select a life partner based on compatibility and shared values. Additionally, Hadiths also highlight the Prophet Muhammad's encouragement of individuals to exercise their right to choose a spouse wisely. The right to choose a spouse empowers individuals to make decisions that align with their personal preferences, aspirations, and goals. Islam encourages the importance of mutual consent and open communication in building strong and harmonious marital relationships. By exercising this right, individuals can establish a foundation of trust and understanding within their marriages.Islamic teachings documents principles and guidelines to consider when choosing a spouse. These include seeking compatibility in faith, character, values, and family background. Islam directs individuals to prioritize religious teaching to ensure a strong foundation for shared spiritual growth and mutual support.The right to choose a spouse in Islam is a fundamental aspect of personal agency and empowerment. By embracing this right, individuals can create marriages based on love, compatibility, and shared values.

Keywords: Religion, Marriages, Islam, Relationships, Family life.

تعارف:

انسانی طبیعت کا یہ خاصہ ہے کہ اسے خوبصورتی پسند ہے، مرد و عورت میں سے ہر ایک کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا جیون ساتھی خوبصورت ہو۔ مختلف انسانوں میں اپنے جیون ساتھی کے جسمانی حسن کے بارے میں مختلف تصورات ہوتے ہیں۔ ایک دوشیزہ خاتون کئی مردوں کے لئے تو بہت پر کشش ہوتی ہے لیکن کئی دوسرے مردوں کے لئے وہ اتنی دلکش نہیں ہوتی کیونکہ انسانی حسن کے ایک عمومی و مجموعی معیار پر اتفاق کے باوجود مختلف انسانوں میں اپنے اپنے ذوق کی بنا پر پسند و ناپسند کی کئی فروعی و انفرادی ترجیحات بھی ہوتی ہیں۔ اسی طرح خواتین کی بھی مختلف ترجیحات ہوتی ہیں کہ وہ اپنے مزاج کے حساب سے اپنے ہمسفر میں کن کن خوبیوں کی متلاشی ہیں۔

* Email of corresponding author: mfarooq786@gmail.com

آزادانہ زندگی ہر ذی شعور کا حق اولین ہے۔ اس لیے زوجین کو یہ اختیار سونپا جاتا ہے کہ وہ اپنے ہم سفر کا انتخاب کرنے میں اپنے خیالات کا اظہار کریں تا کہ وہ ایک خوشگوار آزدواجی زندگی بسر کر سکیں۔ رضامندی کی شادی سے مراد، مرد کا ان خواتین میں سے۔ جن سے اس کا نکاح جائز ہے۔ کسی ایسی دوشیزہ / خاتون کو اپنے عقد نکاح میں قبول کرنا ہے جو اُس کے من کو بھائے اور نگاہوں کو اچھی لگے۔ بالکل اسی طرح کسی دوشیزہ / خاتون کا ولی کی اجازت سے، اور ثیبہ یا باکرہ بالغہ عاقلہ ہونے کی صورت میں بذات خود عقد نکاح سے کسی ایسے مرد کو بطور شوہر منظور کرنا ہے جو اس کے جی کو اچھا لگے اور جو اپنی شخصیت اور ظاہری شکل وصورت کے اعتبار سے اس کی نظروں میں جچے۔

انتخاب زوج از روئے قرآن:

شریعت نے انسان کو اس بات کی بھی اجازت دی ہے کہ شادی کرنے میں حدود اللہ کے اندر رہ کر اپنی پسند کی بیوی کا انتخاب کرے اور عورت اپنی پسند کے مطابق خاوند پسند کرے۔ ارشاد ربانی ہے:

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ[1]

"تم نکاح کر لو (ان) عورتوں (سے) جو تم کو پسند ہوں۔"

اسلام دین فطرت ہے اور انسانی فطرت کے تقاضوں کا شارع کو بخوبی علم ہے۔ شارع نے فطرت انسانی کے جائز تقاضوں کو شرعی حدود و قیود کا لحاظ رکھتے ہوئے پورا کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ انسانی فطرت کے تقاضوں میں سے ایک تقاضا اپنے شریک حیات کے انتخاب کی آزادی کا بھی ہے کہ انسان اپنی نوع کے جس فرد کو مدت العمر یعنی زندگی بھر کے لئے اپنا جیون ساتھی بنا رہا ہے اسے اس کے چناؤ کا اختیار بھی ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں اس پر کوئی خاندانی جبر، سماجی دباؤ یا کوئی دوسری پابندی عائد نہیں ہونی چاہیئے کہ وہ ساری زندگی ایک ناپسندیدہ شخص کے ساتھ طوعاً و کرھاً گزار دے۔

دنیا کا بہترین متاع:

دنیا ایک متاع ہے اور دنیا کا سب سے بہترین متاع نیک عورت ہے۔"

شادی کرنے کا مقصد، عقد نکاح کے مصالح کا حصول ہوتا ہے۔ یہ مصالح، ازدواجی زندگی کی خوشیوں، باہمی معاونت ور فاقت، خاندانی میل ملاپ اور اولاد کے حصول و تربیت سے عبارت ہیں۔ شادی کا مقصد بیوی کے ذریعے معاشرتی حیثیت کا حصول، مال و دولت کی طمع اور اونچے درجے کے خاندان سے تعلق و وابستگی نہیں ہے۔ جو لوگ ایسی گھٹیا خواہشوں کے پیش نظر شادی کرتے ہیں انہیں اپنے مقاصد میں ناکامی و نامرادی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةٌ لِعِزِّهَا لَمْ يَزِدْهُ اللَّهُ إِلَّا ذُلًّا، وَمَنْ تَزَوَّجَهَا لِمَالِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللَّهُ إِلَّا فَقْرًا، وَمَنْ تَزَوَّجَهَا لِحَسَبِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللَّهُ إِلَّا دَنَاءَةً، وَمَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً لَمْ يَتَزَوَّجْهَا إِلَّا لِيَغُضَّ بَصَرَهُ أَوْلِيُحْصِنَ فَرْجَهُ، أَوْ يَصِلَ رَحِمَهُ بَارَكَ اللهُ لَهُ فِيهَا، وَبَارَكَ لَهَا فِيهِ[2]

"جس نے کسی عورت سے اس کی عزت کی وجہ سے شادی کی اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی ذلت کو بڑھا دے گا وہ پہلے سے زیادہ ذلیل ہو گا اور جس نے کسی عورت سے اس کے مال کی وجہ سے شادی کی تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی غربت (افلاس) میں اضافہ کر دے گا، اور جس نے کسی عورت کے حسب و نسب کی وجہ سے

شادی کی تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے (شرف میں اضافہ کی بجائے) اس کی کم حیثیتی اور فروتری میں اضافہ کر دے گا، اور جس نے اپنی نگاہ کو پست رکھنے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے یا صلہ رحمی کرنے کے لئے

شادی کی تو اللہ تعالی اسے (اس کی) بیوی میں اور اس کی بیوی کو اس کے خاوند میں برکت دے گا۔" رسول اللہ ﷺ نے جس طرح صرف ذات الدین" سے نکاح کی ترغیب دی ہے اسی طرح آپ نے بدکردار خوبصورت عورت سے دور رہنے کا بھی حکم دیا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے:

إِيَّاكُمْ وَخَضْرَاءَ الدِّمَنِ»، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا خَضْرَاءُ الدِّمَنِ؟ قَالَ: «الْمَرْأَةُ الْحَسْنَاءُفِي الْمَنْبَتِ السُّوءِ»-[3]

"تم خضراء الدمن (گھورے کی سبزی) سے بچو۔ صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول! خضراء الدمن کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: خوبصورت عورت جو نشوونما کی بُری جگہ پر ہو۔"

دل وجان سے بچوں کی تربیت کرنے والی نرم خو خاتون ایسی عورت کا انتخاب کیا جائے جسے چھوٹے بچوں کی پرورش میں دلچسپی ہو اور وہ دل وجان سے بچوں کی پرورش اور تعلیم وتربیت کرے۔ نرم خو ہو تا کہ اس کی نرم خوئی سے بچوں کی نشو نما میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ[4]

بہترین عورتیں جو اونٹ پر سوار ہوئی ہیں (ان میں سے) سب سے اچھی عورتیں قریش کی عورتیں ہیں جو بچپن میں بچوں پر سب سے زیادہ مہربان ہوتی ہیں اور خاوند کے مال کا سب سے زیادہ خیال رکھتی ہیں۔"

قریش کی عورتیں اپنے خاوند کے اموال و مفادات کی سب سے زیادہ نگہداشت کرنے والی ہوتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کو اگر کچھ لوگوں کے جمالیاتی ذوق کے بارے میں پہلے سے آگاہی ہوتی اور آپ ﷺ تم کو یہ پتہ چلتا کہ چھان پھٹک کے بغیر شادی کے بندھن میں بندھ رہے ہیں تو آپ اس بارے میں انہیں تحقیق کا حکم دیتے کہ وہ ممکنہ حد تک جستجو کر کے دیکھ لیں کہ متعلقہ فریق کی جسمانی ساخت اور ظاہری شکل وصورت، ان کے ذوق اور عرف وعادات کے مطابق ہے کہ نہیں؟

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر بتایا کہ اس کا انصار کی ایک عورت سے شادی کا ارادہ ہے تو آپ نے اس سے پوچھا:

أَنظَرْتَ إِلَيْهَا؟ قَالَ: لَا ، قَالَ: فَاذْهَبْ فَانظُرْ إِلَيْهَا ، فَإِنَّ فِي أَعْيُنِ الْأَنْصَارِ شَيْئًا[5]

کیا تو نے اسے دیکھ لیا ہے؟ اس نے کہا نہیں، آپ نے حکم دیا کہ (پس) جا اور اسے دیکھ لے کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہوتا ہے (جسے مہاجرین پسند نہیں کرتے)۔"

خاطب (منگیتر) کو چاہیے کہ اپنی مخطوبہ (منگیتر کو بتائے بغیر، خطبہ (منگنی) سے پہلے اسے دیکھ لے تا کہ اگر پسند آئے تو پیغام نکاح کی کاروائی کو آگے بڑھایا جائے، نہ پسند آئے تو خاموشی سے ایک طرف ہو جائے تا کہ نہ تو اس کی دل شکنی ہو اور نہ ہی خاطب کے پیغام نکاح دے کر پلٹ جانے سے اسے ذہنی کوفت ہو۔ سید سابق مصری لکھتے ہیں:

"جب لڑکی کو دیکھے اور لیکن وہ پسند نہ آئے تو خاموش رہے، ایسی کوئی بات نہ کہے جس سے اسے تکلیف ہو، شاید جو وصف اس کو پسند نہیں آیا وہ کسی اور کو پسند آجائے۔"[6]

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے شادی سے قبل (زیر تجویز) خواتین کو دیکھنے کی اجازت صرف چند صحابہ تک محدود نہ تھی بلکہ یہ شادی کے ہر خواہشمند مسلمان کے لئے جائز و مباح ہے۔ علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

واذا أراد أن يتزوج امرأة فلا بأس أن ينظر الى وجهها وان كان عن شهوة؛ لأن النكام بعد تقديم النظر أدل على الألفة والموافقة الداعية الى تحصيل المقاصد على ما قال النبي عل للمغيرة بن شعبة رضي الله عنه حين أراد أن يتزوج امرأة : نورة اذهب فانظر اليها فانه أحرى أن يؤدم بينكما نورة الى النظر مطلقاً ، وعلل -عليه الصلاة والسلام - بكونه وسيلة الى الألفة والموافقة-[7]

جب مرد کسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہو تو اس کے چہرے کو دیکھ لینے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ دیکھنے سے اس کے جذبات برانگیختہ ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ اسے دیکھ لینے سے الفت زیادہ ہو گی اور نکاح میں دلچسپی بھی۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے جب کسی عورت سے شادی کا ارادہ کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا تھا: جاؤ اور اسے دیکھ لو، کیونکہ دیکھ لینے سے تم دونوں کے درمیان زیادہ پائیدار محبت ہو گی۔ اس حدیث میں آپ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کو مطلقا دیکھنے کا حکم دیا اور یہ بتایا کہ تمہارا اسے دیکھ لینا محبت و موافقت کا وسیلہ ہو گا۔"

دوشیزہ / خاتون کو دیکھ لینے کا مرد و عورت دونوں کو فائدہ ہے کیونکہ عورت کے بدن کی ساخت، ظاہری وضع قطع اور جسمانی ڈیل ڈول کی جو خوبیاں اسے پسند آئیں گی وہ اس کے دل میں عورت کی قدر و قیمت اور اس سے نکاح کا اشتیاق بڑھادیں گی۔ مرد کو اپنے مطلوبہ اوصاف کی عورت کو پالینے کی خوشی ہو گی اور آئندہ زندگی میں عورت کو اپنے شریک حیات کی قدر دانی میسر آئے گی۔ اگر مرد کو اس عورت میں اپنے مطلوبہ جسمانی اوصاف اور نسوانی محاسن نظر نہ آئے تو وہ اس سے پلٹ کر کسی دوسری طرف رُخ کرے گا اور وہ عورت کسی ایسے مرد کے پلے بندھ جانے سے بچ جائے گی جس کو اس کی ذات سے کوئی دلچسپی نہیں اور جس کے سراپا میں اس مرد کے لئے دلکشی کے اسباب مفقود ہیں۔ اس طرح وہ مستقبل کی ازدواجی زندگی میں اپنے شوہر کی ناقدری سے محفوظ رہے گی۔
سید سابق مصری اس ضمن میں لکھتے ہیں:

عقلمند وہ ہے جو کسی کام میں داخل ہونے سے پہلے اس کو پرکھ لے۔"[8]

یعنی شادی کرنے والا اپنی زیر تجویز دوشیزہ / خاتون کو دیکھ کر اندازہ کرلے کہ وہ اپنے جسمانی خدوخال کی دلکشی کی بنا پر اس کی جمالیاتی حس کی تسکین کا سبب بنے گی یا نہیں؟ اگر ایسی عورت میں اس کو اپنی جمالیاتی حس کے تقاضے پورے ہوتے نظر آئیں تو اس کے اولیاء سے اس کے رشتے کے حصول کے لئے جتن کرے اور اگر کسی وجہ یا چند وجوہ کی بنا پر وہ اس کی مرضی کے مطابق نہیں ہے تو اسے چھوڑ کر آگے بڑھ جائے۔ حضرت اعمش کا قول ہے:

جو شادی (فریقین کے) دیکھے بغیر انجام دی جائے اس کا انجام غم واندوہ ہوتا ہے۔

اسلام، عام حالات میں مومن مردوں اور عورتوں کو نگاہیں پست رکھنے، پردہ کرنے اور شرم وحیا کے تقاضے ملحوظ رکھنے کا حکم دیا ہے لیکن شادی جیسے عظیم معاملے میں داخل ہونے سے پہلے نکاح کا پیغام دینے والوں کو زیر تجویز دوشیزہ کو دیکھنے کی اجازت دیتا ہے۔ "شریعت اسلامیہ کا قبل از نکاح، عورت کی طرف دیکھنے کو جائز قرار دینے کا مقصد یہ ہے کہ پیغام دینے والے مرد کے دل میں اُلفت ومحبت کے جذبات پیدا ہوں اور وہ اس عورت کو اپنی پسند ورضا سے اپنائے تاکہ بعد میں ناپسندیدگی کی وجہ سے ندامت اور شرمندگی کا سامنا نہ ہو۔" اللہ تعالیٰ نے جن کو ذرا بھی فہم وعقل عطا کی ہے وہ یہ فیصلہ دینے پر مجبور ہوں گے کہ اسلام نے عورتوں کو شادی کرنے کے سلسلے میں مسلوب الاختیار نہیں بنایا ہے بلکہ ان کی منظوری کو ضروری قرار دیا ہے۔ بغیر عورت کی رضا حاصل کئے ہوئے اس کی شادی کسی مرد سے زبردستی نہیں کی جاسکتی۔

نکاح کے درست ہونے کی فقہاء کے نزدیک دس شرائط ہیں۔ ان میں سے چوتھی شرط زوجین میں سے ہر ایک کا فریق ثانی کو اپنی مرضی سے قبول کرنا اور اس کو اپنا جیون ساتھی بنانے کے لئے رضامند ہونا ہے۔[9] جمہور فقہاء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ زوجین میں سے ہر ایک کی رضامندی اس کے ذاتی اختیار کی بنا پر ہو کسی جبر، دھونس، زبردستی، مار پیٹ یا ظلم واکراہ یا تخویف وانذار سے رضامندی حاصل نہ کی گئی ہو۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ قَدْ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ ، وَالنِّسْيَانَ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ[10]

اللہ تعالی نے میری اُمت سے خطا ونسیان اور ان سے زبردستی کرائے گئے کاموں سے تجاوز فرمایا ہے (معاف کردیا ہے)۔"

حضرت عائشہ کی حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے: ایک نوجوان عورت ان کے پاس آکر کہنے لگی کہ اس کے والد نے، اپنے بھتیجے سے اس کی شادی کردی ہے۔ وہ اپنے بھتیجے سے اس کی شادی کر کے بھتیجے کا معاشرتی مقام ومرتبہ اونچا کرنا چاہتا ہے جبکہ اس دوشیزہ کو یہ رشتہ ناپسند ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے والد کو بلا بھیجا اور اس کے آنے پر (حقائق معلوم کر کے) نکاح کا اختیار اس خاتون کو سونپ دیا (چاہے تو اسے ختم کر ڈالے چاہے تو اسے برقرار رہنے دے) اس پر وہ (خوش ہو کر) کہنے لگی میرے نکاح کا جو فیصلہ میرے باپ نے کیا ہے میں اسے جائز قرار دیتی ہوں لیکن میں یہ چاہتی ہوں کہ عورتیں جان لیں کہ والد کے پاس لڑکی کے نکاح کا کلی اختیار نہیں ہے۔[11]

شادی کے سلسلے میں زوجین کی رضامندی پر کلام کرتے ہوئے ان دو حدیثوں کا حوالہ دینے کے بعد وہبہ زحیلی لکھتے ہیں:

فدل الحديثان على أن الرضا شرط لصحة الزواج، والإكراه يعدم الرضا، فلا يصح معه الزواج. وهذا هو الراجح؛ لأن التراضي أصل في العقود، والعقد للزوجين، فاعتبر تراضيهما به كالبيع-[12]

ذکر کردہ دونوں حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ زوجین میں سے (ہر ایک فریق کی رضامندی) نکاح کی صحت کے لئے شرط ہے۔ اس معاملے میں زبردستی، رضامندی کو ختم کر دیتی ہے اور عدم رضامندی سے نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ اور یہی مذہب (فقہاء میں) راجح ہے کیونکہ (تمام) عقود اور عقد نکاح

میں باہمی رضامندی اصل چیز ہے۔ پس معاہدہ نکاح میں (بھی) دونوں کی رضامندی ایسے ہی (ضروری) ہے جیسے عقد بیع میں (ضروری ہوتی) ہے۔"

لیکن حنفیہ کا موقف ہے کہ طرفین کی رضامندی نکاح کی صحت کے لئے شرط نہیں ہے۔ اس لئے کہ نکاح وطلاق، جبر وزبردستی اور مذاق کے ساتھ بھی درست ہیں کیونکہ مجبور کیا جانے والا شخص نکاح کا قصد کررہا ہوتا ہے لیکن اس حکم پر راضی نہیں ہوتا جو عقد پر مرتب ہوتا ہے۔[13]

نکاح کے مسئلے پر ولی کے علاوہ اس عقد سے وابستہ دونوں افراد یعنی مرد وعورت کی باہمی رضامندی احادیث رسول ﷺ اور آثار صحابہ سے ثابت ہے۔ شیخ عبد الرحمن بن عبد الخالق لکھتے ہیں:

عقد الزواج اختيارى ولا يجوز فيه الاكراها بوجه من الوجوه وذلك أنه يتعلق بحياة الزوجين (الرجل والمرأة ومستقبلهما وأولادهما ولذلك فلا يجوز أن يدخل طرف من طرفي العقد مكرهاً - أما بالنسبةلله جل فهذا مما لا خلاف فيه وأما بالنسبة للمرأة فالأصل في ذلك قول النبي ع نورة الشيب أحق بنفسها من وليها، والبكر تستأذن في نفسها و اذنها صماتها - نورة رواه الجماعة الا البخاري عن ابن عباس وفي رواية لأبي هريرة نيورك ولا تنكح الأيم حتى تستأمر ولا البكر حتى تستأذن قالوا: يارسول الله، وكيف اذنها ، قال : نورة أن تسكت سورة رواه الجماعة -[14]

"شادی کا بندھن (ایک خالصتا) اختیاری (ذاتی مرضی اور پسند) کا معاملہ ہے اس میں کسی طرح کی زبردستی جائز نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس بندھن کا تعلق زوجین یعنی مرد وعورت، ان کی آئندہ زندگی اور اولاد سے ہے۔ اس لئے یہ بات (کسی طرح) درست نہیں کہ اس بندھن کے فریقین میں سے کسی ایک فریق کو زبردستی اس میں باندھ دیا جائے۔ جہاں تک (اس بندھن کے فریقین میں سے) مرد کا تعلق ہے تو اس بات میں (شرعا) کوئی اختلاف نہیں (کہ اس پر زبردستی نہیں کی جاسکتی)

شوہر کے بارے میں عورت کا اظہار رضامندی

جہاں تک عورت کا معاملہ ہے تو اس مسئلے میں اصل چیز رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: شوہر دیدہ عورت اپنی ذات کے بارے میں اپنے ولی سے زیادہ حقدار ہے اور کنواری لڑکی سے اس کی ذات کے بارے میں اجازت طلب کی جائے گی، اور اس کی اجازت (نکاح کے پیام پر اس کا حیاء کی بناپر) خاموش رہنا ہے۔ (اس حدیث کو امام بخاری کے علاوہ جمہور محدثین کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے: آپ ﷺ نے فرمایا کہ شوہر دیدہ عورت کا نکاح نہ کیا جائے مگر اس کے حکم سے کنواری لڑکی کا نکاح نہ کیا جائے مگر اس کی اجازت سے (شوہر دیدہ عورت کا اس کے حکم سے اور کنواری لڑکی کا نکاح اس کی اجازت سے کیا جائے) اس کا مطلب ہے کہ شوہر دیدہ عورت کے حکم اور کنواری لڑکی کی اجازت کے بغیر ان کا نکاح نہیں کیا اسلام لوگوں نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کی کنواری لڑکی کی اجازت کیسے ہوگی؟ تو آپ ملی ﷺ نے فرمایا وہ خاموشی ہو جائے۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

جبری شادی کی ممانعت

عورت پر کسی بھی صورت میں نکاح کے معاملے میں زبردستی نہیں کی جاسکتی خواہ وہ شوہر دیدہ (مطلقہ / بیوہ) ہو یا کنواری۔ البتہ شوہر دیدہ اور کنواری لڑکی کے درمیان صرف ان سے اجازت لینے کے طریق کار کا فرق ہے۔ کیونکہ شوہر دیدہ عورت عموما شادی کے بارے میں بات چیت کرتے ہوئے شرم نہیں کرتی (کیونکہ وہ کسی کو اپنے ساتھ نکاح کرنے کا پیام دے سکتی ہے) یا کسی کے پیغام نکاح پر راضی ہو کر ولی کو کہہ سکتی ہے کہ وہ اس کو شادی کے بندھن میں باندھ دے۔ اسی لئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تستامر" یعنی اس کا امر و حکم طلب کیا جائے (وہ اپنے نکاح کے بارے میں کیا حکم دیتی ہے کہ اس کا نکاح کیا جائے یا نہ کیا جائے؟ اگر نکاح کرنے کا حکم دے تو اس کی رائے کو مان لیا جائے اور اگر نہ کرنے کا حکم دے تو اس کی رائے پر عمل کیا جائے۔ جہاں تک کنواری لڑکی کا مسئلہ ہے تو عموما اس پر شرم و حیاء غالب ہوتی ہے۔ اس لئے وہ اپنے ولی کی معرفت نکاح کا پیام دیتی یا قبول کرتی ہے۔ ولی اس کی اجازت لیتا ہے اگر وہ زبانی بات چیت کے ذریعے یا ایسی خاموشی کے ساتھ اجازت دے جو اس کی رضامندی کو ظاہر کرے تو اس کی شادی کر دینی چاہیئے بصورت دیگر شادی نہ کی جائے۔

کنواری لڑکی کی اجازت اور اس کی رضامندی کا تیقین

لیکن اس بات کا تیقین حاصل کیا جائے کہ اس کی خاموشی، رضامندی کی خاموشی ہے نہ کہ انکار کی خاموشی۔ (خاموشی کی اس صورتحال کو) لڑکی کا ولی بخوبی سمجھتا ہے کہ وہ رضامندی کی خاموشی ہے یا انکار کی خاموشی۔ کیونکہ ظاہری صورتحال اور قرائن سے لڑکی کی رضامندی یا انکار کا پتہ چل جاتا ہے۔ ایسی باتیں والدین سے پوشیدہ نہیں ہوتی ہیں۔ شیخ عبد الرحمن بن عبد الخالق، عورت کی رضامندی کو نکاح کے صحیح ہونے کی شرط سمجھتے ہیں۔ ان کا بیان ہے:

> ان الاسلام أوجب على الرجل النظر الى المرأة قبل الزواج ، وجعل رضا المرأة شرطاً في صحة العقد فان النظر والرضا لا يعني أكثرمن الاطمئنان الى(الشكل المطلوب [15]
>
> اسلام نے شادی سے پہلے مرد پر (زیر تجویز) عورت کو دیکھنا لازم قرار دیا ہے شادی کے لئے عورت کی رضامندی کو (بھی) عقد نکاح کی درستگی کی شرط بتایا ہے۔ مرد کے زیر تجویز عورت کو دیکھنے اور زیر تجویز عورت کا شادی کے خواہشمند مرد کے لئے اپنی رضامندی (کا اظہار کرنے) کا مقصد (زوجین میں سے ہر ایک کا اپنے ساتھی کی) ظاہری شکل وصورت (کو دیکھ کر اطمینان حاصل کرلینا ہے۔ اس کا، اس سے زیادہ کوئی اور مقصد نہیں۔"

فقہائے متقدمین میں سے اگرچہ بعض نے کنواری لڑکی پر نکاح کے بارے میں جبر کو جائز قرار دیا ہے لیکن بعد کے ادوار میں اہل علم نے علمی بنیادوں پر ان کے استدلال کو محل نظر قرار دیا ہے۔ شیخ عبد الرحمن بن عبد الخالق اس بارے میں لکھتے ہیں:

کنواری لڑکی کی شادی کے بارے میں آئمہ وفقہاء حضرت عائشہ کے ساتھ رسول اللہ صلی علیم کی شادی سے استدلال کرتے ہیں لیکن ان کا یہ استدلال درست نہیں ہے کیونکہ یہ نکاح آپ کی خصوصیات میں سے ہے جیسے آپ کو چار شادیوں سے زیادہ کی اجازت ہے، آپ ولی اور گواہوں کے بغیر نکاح کرسکتے ہیں، اور کوئی عورت اپنی ذات کو آپ کے لئے ہبہ کر سکتی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

> ﴿وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [16]

آئمہ وفقہاء، ثیبہ اور بکر سے اجازت لینے کے طریق کار میں فرق سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ کنواری لڑکی کی شادی کے مسئلے میں زبردستی نہیں کی جاسکتی لیکن یہ بہت بڑی غلطی ہے کیونکہ شوہر دیدہ اور کنواری لڑکی کے درمیان جو فرق ہے وہ صرف اتنا ہے کہ شوہر دیدہ عورت اپنی رضامندی کو صراحتا بیان کرے جبکہ کنواری لڑکی (کسی بھی صورت میں) اپنے نکاح کی اجازت دے (زبانی اظہار کے ساتھ یا رضامندی کی خاموشی کے ساتھ)۔ کنواری لڑکی پر اس کے نکاح کے معاملے میں زبردستی کو درست سمجھنے والے آئمہ اور فقہاء کے استدلال کے غلط ہونے کی دلیل حضرت ابنِ عباس کی حدیث ہے کہ حضرت نبی کریم کے پاس ایک کنواری لڑکی آئی اور اس نے شکایت کی کہ اس کی ناپسندیدگی کے اظہار کے باوجود اس کے باپ نے اس کی شادی کر دی تو آپ نے (اس نکاح کا معاملہ) اس کے اختیار میں دے دیا (چاہے تو ختم کر دے اور چاہے تو اسے برقرار رہنے دے)۔ اس حدیث کو امام احمد امام ابوداؤد، امام ابنِ ماجہ اور دار قطنی نے روایت کیا ہے۔"[17]

شیخ عبد الرحمن بن عبد الخالق تو خیر ایک عرب عالم تھے اور عرب علماء عموماً فقہاء کی آراء سے زیادہ قرآن وسنت کے نصوص سے اپنی وابستگی کا اعلان کرتے ہیں لیکن ترکستان کے کچھ زمانہ پہلے کے ایک جلیل القدر حنفی عالم دین علامہ ابو نصر مبشر طرازی حسینی نے اپنے ایک علمی مضمون "البنات في نظر الاسلام" میں عورتوں کے بارے میں اسلام کے نقطہ نظر کو بیان کرتے ہوئے ایک ذیل عنوان "رضا البنت في الزواج شادی کے بارے میں عورتوں کی رضامندی کے تحت لکھا ہے:

> وجعل الاسلام رضا البنت البالغة شرطاً لصحة العقد عليها، فليس لأحد من أبويها أوغيرهما أن يرضاها على الزواج بغير من تشاء وقد اهتم رسول الله خل في تنفيذ هذا الحكم الاسلامي كل اهتمام حتى أنه 5 أمر بفسخ نكام خنساء بنت خذام (وكانت ثيباً، حينها شكت الى ذاته النبوى أباها بأنه زوجها برجل بغير رضاها، على ما رواه الامام البخاري في صحيحه- وعندما شكت بالغة أباها أنه زوجها برجل دون رضاها خيرها رسول الله ، في قبول هذا النكاح أو رفضه على ما رواه الامام أبو داود في سننه -[18]
>
> "اسلام نے عورت کے عقد نکاح کے صحیح ہونے کے لئے اس کی رضامندی کو شرط قرار دیا ہے (اگر عورت رضامند نہ ہو تو عقد نکاح صحیح نہیں ہو گا)۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حکم اسلامی (نکاح کی صحت کے لئے عورت کی رضامندی شرط ہے) کو نافذ کرنے کا پورا پورا اہتمام فرمایا حتی کہ ایک شوہر دیدہ عورت خنساء بنت خدام کی شکایت پر۔ جس کے باپ نے اس کی مرضی کے بغیر کسی آدمی سے اس کا نکاح کر دیا تھا۔ آپ نے اس کا نکاح ختم کر دیا جیسا کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ اسی طرح جب کسی اور بالغہ لڑکی نے آپ سے اپنے والد کی شکایت کی جس نے اس کی رضامندی حاصل کئے بغیر کسی آدمی سے اس کا نکاح کر دیا تھا تو آپ نے اس لڑکی کو اس نکاح کو منظور کر لینے یا اس کا انکار کرنے کا اختیار دے دیا جیسا کہ امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔"

ایک نوجوان انصاری عورت حضرت خنساء بنت خذام کی اپنے زبردستی نکاح کے خلاف عدالت نبوی میں فریاد اور آپ ﷺ کے اس کے حق میں فیصلے سے نہ صرف مستغیثہ کی دادرسی ہوئی بلکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فیصلہ مابعد ادوار کی مجبور و مقہور خواتین کے لئے عدالتی نظیر بن کر انصاف فراہم کرتا رہا۔

حضرت قاسم سے روایت ہے کہ "قبیلہ جعفر کی ایک عورت کو یہ اندیشہ تھا کہ اس کی ناپسندیدگی کے باوجود اس کا ولی کہیں اس کی شادی نہ کرادے۔ انہوں نے قبیلہ انصار کے دو بزرگ عبدالرحمن اور مجمع بن جاریہ کو یہ بات کہلا بھیجی، تو ان دونوں نے کہا تمہیں خدشہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اس لئے کہ حضرت خنساء بنت غذام کا نکاح ان کے نہ چاہنے کے باوجود ان کے والد نے کر دیا تھا تو آپ نے اس نکاح کو ختم کروادیا۔"[19]

پیغام نکاح کی منظوری اور عورت کا حق

حضرت بریرہ ایک آزاد کردہ لونڈی تھیں، ان کے خاوند کا نام مغیث تھا جو ایک غلام تھے۔ وہ حضرت بریرہ کے پیچھے پھرتے اور روتے رہتے، ان کے آنسو آنکھوں سے نکل کر ان کی داڑھی پر بہتے رہتے۔ (حضور کو مغیث پر ترس آیا تو آپ نے حضرت عباس سے فرمایا:

الاتعجب من حب مغيث بريرة ، ومن بغض بريرة مغيثا؟

کیا آپ کو مغیث کی برارہ سے محبت، اور بریرہ کی مغیث سے نفرت پر تعجب نہیں ہوتا؟ پھر آپ نے مغیث کی حالت زار کا احساس کرتے ہوئے حضرت بریرہ سے فرمایا کاش تم رجوع کر لیتیں تو بریرہ نے پوچھا کیا یہ آپ کا حکم ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انما انا اشفع میں تو صرف سفارش کر رہا ہوں۔ اس پر بریرہ نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔[20]

میاں بیوی کا اپنے عقد کو نبھانے اور برقرار رکھنے کا فیصلہ ایسا امر ہے جس میں خود رسول اللہ ﷺ نے بھی دخل دینا مناسب خیال نہیں فرمایا۔ آپ کو مغیث پر ترس آیا تو آپ نے بریرہ سے سفارش کی مگر جب بریرہ نے انکار کر دیا تو آپ نے اصرار نہیں فرمایا خواتین کو اپنے عقد نکاح کے سلسلے میں ہونے والے شوہر کو منظور یا نامنظور کرنے کا پورا حق حاصل ہے جس میں مداخلت نہیں کی جا سکتی۔ خواتین کے عقد نکاح کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے ان کے والدین کو زبردستی کرنے کا اختیار نہیں دیا بلکہ بریر اور مغیث کے معاملے میں خود اپنی سفارش پر اصرار نہیں فرمایا تاکہ بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے خواتین کے عقد نکاح پر عدم رضامندی کی صورت میں کسی طرح ان کو اپنی مرضی کے خلاف نکاح کے لئے مجبور کرنے کا حق باقی نہ رہے۔ عورت کا جبری نکاح، سنت رسول، آثار صحابہ اور منصف مزاج اہل علم کی رائے کے مطابق قابل فسخ ہے۔ اس سلسلے میں ہم احادیث و آثار اور عالم اسلام کے اہل علم کے اقوال پیش کر چکے ہیں۔ اب ہم اس سلسلے میں برصغیر پاک و ہند کے نامور جید علما کی وقیع آراء نقل کرتے ہیں۔ سید ابوالاعلی مودودی کی رائے ملاحظہ ہو:

" قرآن مجید میں اگرچہ قاعدہ مقرر کیا گیا ہے کہ عورت کے نکاح میں اس کے اولیاء کی رائے کا بھی دخل ہونا چاہیے لیکن نبی ﷺ نے اپنے قول و عمل سے اس قاعدے کی جو تعبیر فرمائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اولیاء کی رائے کا دخل ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ عورت اپنی زندگی کے اس اہم معاملہ میں بالکل ہی بے اختیار ہے۔ بخلاف اس کے حضور نے ایجاباً عورت کو یہ حق دیا ہے کہ نکاح کے معاملہ میں اس کی رضامندی حاصل کی جائے۔ ہندوستان کے ایک معاصر عالم دین اور مسلمان عورت کے موضوع پر کئی وقیع علمی کتابوں کے مؤلف مولانا جلال الدین عمری کا بیان ہے:

یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی عورت اور مرد کا رشتہ نکاح میں منسلک ہونا ان کے لئے بڑا اہم واقعہ ہے۔ اس سے دونوں ایک نئی زندگی کا آغاز کرتے ہیں اس لئے یہ رشتہ ان کی باہمی رضامندی سے ہونا چاہیئے۔ یہ بات معقول نہ ہو گی کہ عورت پر اس کی مرضی کے خلاف نکاح کا فیصلہ مسلط کر دیا جائے۔"[21]

بحث ہذا کے مندرجات میں بیان کردہ احادیث، آثار، اقوال اور تصریحات سے یہ تو واضح ہے کہ خواتین کا نکاح ان کا مرضی کے برخلاف زبردستی نہیں کیا جا سکتا۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں "الأب اذا زوج ابنته وهي كارهة فنكاحه مردود" کے عنوان سے باب باندھا ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیٹی کا، اس کی ناپسندیدگی اور کراہت کے باوجود نکاح کرے تو باپ کا کرایا ہوا نکاح رد کر دیا جائے بلکہ بعض اہل علم نے تو صغیرہ / نابالغہ کے نکاح میں بھی اس کے ولی مُجبر کو اجازت حاصل کرنے کی رائے دی ہے۔

شیخ کمال بن سید سالم لکھتے ہیں:

لكن اذا كانت الصغيرة ممن تعقل الزواج وتدرى عنه وتفهم فا ظاهر أنها تستأذن كند كند غولهائى عموم الأبكار مع حصول المصلحة باستئذانها -[22]

لیکن جب چھوٹی عمر کی (نابالغہ) لڑکی جو شادی کی سوجھ بوجھ رکھتی ہو اور اسے (شادی کے معاملات کا) ادراک ہو اور شادی کے مسئلے کو سمجھتی ہو تو ظاہر یہ ہے کہ اسی طرح اس سے بھی اجازت لی جائے گی کیونکہ وہ حدیث میں موجود لفظ باکرہ کے عموم میں داخل ہے اور اس سے اجازت طلب کرنے میں استیذان کی مصلحت بھی حاصل ہے۔"

کنواری لڑکیوں سے نکاح کی اجازت حاصل کرنے کے معاملے میں صحیح موقف وہی ہے جس پر جمہور کا اتفاق ہے کہ تمام اولیاء اس حدیث کے مطابق تمام کنواری لڑکیوں خواہ بالغہ عاقلہ ہوں یا باکرہ نابالغہ) سے اجازت حاصل کی جائے۔" یہ ایک ایسا موقف ہے جس میں بہت سے فقہاء کے موقف کے خلاف زیر ولایت لڑکیوں کے حق اذن کی پاسداری کی گئی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کی ان کی مرضی کے بغیر زبردستی شادی نہیں کی جا سکتی۔ باکرہ اور شعیبہ سے اجازت طلب کرنے کا معاملہ اتنا اہم ہے کہ امام بخاری نے ایکام الآب وغیرہ البکس والشیب الابرضاھا کے عنوان سے صحیح بخاری میں باب باندھا ہے۔

لا تُنكَحُ الأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ ، وَلا تُنْكَحُ البِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ إذنهاقَالَ: «أَنْ تَسْكُتَ» -[23]

مطلقہ عورت کا نکاح نہ کرو حتی کہ اس سے پوچھ لو، اور تم باکرہ کنواری) کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کرو۔ صحابہ بولے یارسول اللہ ﷺ باکرہ سے کیسے اجازت لی جائے گی، آپ ﷺ نے فرمایا اس کی خاموشی اس کی اجازت ہے"۔

اور زبردستی کے نکاح کو وہ فسخ کرا سکتی ہیں تو اب عورت کو اپنے شوہر کے انتخاب کا حق ہے۔

عورت کا اپنے پیغام نکاح دینے والے کو دیکھنے کا حق

جس طرح کسی عورت کو پیغام دینے والے مرد کے لئے یہ مسنون ہے کہ وہ اس عورت کو اس کے اولیاء کی مرضی یا ان کی بے خبری کی حالت میں اس غرض سے دیکھ لے کہ اس کی شکل وصورت اور قد و قامت میں کوئی ایسی چیز نہ رہے جو اس کو ناپسند ہو اور بعد میں اس کے لئے تکلیف کا باعث بنے، اسی طرح عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ بھی اس سے شادی کے خواہشمند مرد کو کسی جائز طریقے سے دیکھ لے۔ ابو اسحاق شیرازی لکھتے ہیں:

سید سابق مصری لکھتے ہیں:

وليس هذا الحكم مقصورا على الرجل، بل هو ثابت للمرأة أيضا.
فلها أن تنظر إلى خاطبها فانه يعجبها منه مثل ما يعجبه منها.
قال عمر : لا تزوجوا بناتكم من الرجل الدميم، فانه يعجبهن منهم ما يعجبهم منهن

نظر کا حکم صرف مرد تک محدود نہیں ہے بلکہ عورت کے لئے بھی اس کا حکم ثابت ہے۔ عورت کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ اپنے منگیتر کو دیکھ لے کیونکہ عورت کو بھی مرد سے وہ کچھ اچھا لگتا ہے جو مرد کو عورت سے اچھا لگتا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا اپنی بیٹیوں کی شادی بدصورت مردوں سے نہ کرو، عورتوں کو مردوں سے وہی کچھ اچھا لگتا ہے جو مردوں کو عورتوں سے اچھا لگتا ہے۔"[24]

ڈاکٹر عصمت ناز لکھتی ہیں:

جیسا کہ مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی ہونے والی بیوی کو ایک نظر دیکھ لے، اسی طرح عورت کو بھی کلی طور پر حق ہے کہ وہ اپنے ہونے والے شوہر کو نکاح سے قبل دیکھ لے۔ اگر اسے ناپسند ہو تو وہ انکار کرنے کی اتنی ہی مجاز ہے جتنا کہ مرد مجاز ہے۔"[25]

عورت کا اپنے شوہر کے انتخاب کا حق

اسلامی تعلیمات کی رو سے مسلمان دوشیزہ / خاتون کو اپنی پسند کے شوہر کا چناؤ کا حق اور اختیار ہے۔ حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ

جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ لَكَمِنْ نَفْسِي ۔

ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ اے اللہ کے رسول، میں اپنی ذات کو آپ کے لئے پیش کرتی ہوں"۔[26]

ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

وهو جواز عرض المرأة نفسها على الرجل الصالح رغبة في صلاحه فيجوز لها ذلك۔[27]

یہ حدیث عورت کے اپنے آپ کو مرد صالح کو نکاح کے لئے پیش کرنے کا جواز ہے۔ کسی عورت کا مرد صالح کی نیکی سے رغبت کی بنا پر عورت کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔"

خواتین کے لئے اپنے شوہروں کے انتخاب کے حق کو عرب و عجم کے تمام علماء وفقہاء نے تسلیم کیا ہے۔ مولانا ظفیر الدین کا بیان ہے:
جس طرح مردوں کو اپنی عورتوں کے جائز انتخاب میں اختیار ہے اسی طرح عورتوں کو بھی حق انتخاب اسلام نے بخشا ہے۔ حدود اللہ کے اندر رہتے ہوئے ان میں سے کوئی بھی مجبور نہیں کیا گیا کہ کسی خاص عورت یا مرد سے رشتہ جوڑے۔ ہر ذی عقل جانتا ہے کہ چند پیسے کی جو چیز خریدی جاتی ہے، اسے ٹھوک بجا کر دیکھا جاتا ہے اور شادی جیسی اہم چیز جس کا پوری زندگی سے واسطہ ہے اور جس کے ذریعے دو اجنبی مرد و عورت ایک مضبوط رشتے میں منسلک ہو جاتے ہیں، اس میں غفلت کا مشورہ کون دے سکتا ہے؟"[28]

کیونکہ اس پاس کے لوگوں سے عورتوں کا اس طرح میل جول نہیں ہو تا جس طرح مردوں کا ہوتا ہے جس سے عورتوں کو مردوں کے اندرونی خصائل اور شخصی مفاسد کا اتنا پتہ نہیں چل سکتا جس طرح مرد انہیں جانتے ہیں۔ علاوہ ازیں سماجی اہمیت کے مراکز تک جتنی رسائی اور آمد و رفت مردوں کو نصیب ہوتی ہے عورتوں میں اس کی خاصی کمی ہوتی ہے جس کی وجہ سے سماجی امور کی اونچ نیچ سے اتنی آگاہی نہیں رکھتیں جتنا مرد اس سے باخبر ہوتے ہیں۔ اس لئے رشتے کے انتخاب میں گھر کے بزرگ مردوں اور عورتوں کا تجربہ اس کے لئے بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ قریبی رشتہ دار بزرگ آئندہ زندگی میں اپنی بیٹیوں کو کامیاب و کامران اور مسرور و شادمان دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کی آرزو ہوتی ہے کہ ان کی بیٹی کسی نیک نام شریف مرد کے پہلے بندھے جو اس کا اچھا رفیق حیات، مخلص ساتھی، دُکھ سکھ میں ہمدم و غمگسار، اس کی عزت کا محافظ اور تمام کاموں میں اس کی خیر خواہ کو پیش نظر رکھے والا ہو اگر وقتی طور پر والدین یا بزرگ رشتہ داروں اور بھائیوں کے ساتھ خدانخواستہ اختلاف کی صورت پیدا بھی ہو جائے تو اس کو جلد از جلد کنبے کے سمجھدار اور بردبار لوگوں کی مشاورت سے ختم کر کے اتفاق کی صورت پیدا کرلی جائے۔

اولیاء نکاح اور خاندان کے بزرگوں کی زیر سرپرستی اور زیر سایہ ہونے والے نکاح اور شادیاں خیر و برکت کی حامل ہوتی ہیں جبکہ خود سری اور اپنے بل بوتے پر کئے جانے والے نکاحوں میں خیر و برکت اور سماجی رشتوں رابطہ کم ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے زندگی میں خاندان اور رشتہ داروں کی حمایت نہیں مل پاتی اور عمر بھر تنہائی کا احساس رہتا ہے۔

لڑکوں اور لڑکیوں کے بالغ اور شادی کے قابل ہو جانے پر والدین کو ان کی شادی کی فکر دامنگیر ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے ذاتی ذوق، خاندانی رواج، معاشرتی حیثیت، مالی حالات، لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم، گھریلو ماحول، اپنی دینی تربیت یا دینی فکر سے آزادی اور دنیا دارانہ طبیعت، اور اسلامی ثقافت سے بے اعتنائی کے پیش نظر اپنے زیر ولایت لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے مناسب رشتہ کی تلاش میں لگ جاتے ہیں۔ بعض اوقات لڑکے اپنے رشتے کی بزرگ خواتین یا خاندان کے دوسرے افراد یا اپنے دوستوں کی وساطت سے اپنے جذبات و احساسات والدین تک پہنچاتے ہیں۔ لڑکیاں بھی اسی معاشرے کی پیداوار ہیں، موقع ملے یا بس چلے تو وہ بھی اپنی آئندہ زندگی کے بارے میں اپنی پسند و ناپسند سے والدین کو آگاہ کر دیتی ہیں۔

مرد کا اپنے جیون ساتھی کا تعین کرنا:

جیون ساتھی کے چناؤ میں لوگوں کے سامنے مختلف معیار ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں احادیث رسول اور صحابہ وصحابیات کے اعمال وافعال سے خاطر خواہ رہنمائی ملتی ہے جس سے استفادہ کرتے ہوئے اچھے جیون ساتھی کا انتخاب ممکن اسلام ایک آسمانی دین ہے جس کی تعلیمات اللہ تعالیٰ کی طرف سے محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و وساطت سے بنی نوع انسان کی فلاح وصلاح کے لئے نازل ہوئی ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق انسان انفرادی اور اجتماعی طور پر احکام الٰہی کا پابند ہے جو اعتقادات، عبادات اور معاملات پر مشتمل

ہیں۔ انسان کو اپنے معاملات میں علی الاطلاق آزادی اور حریت کا ملہ حاصل نہیں ہے بلکہ جملہ معاملات میں کچھ اختیار کے باوجود اس کی آزادی کے حدود متعین کر دیئے گئے ہیں۔ مرد اور عورت اپنی مرضی اور من چاہے طریقے سے ایک دوسرے کے ساتھ آزادانہ تعلقات قائم نہیں کر سکتے بلکہ مرد، عورت کو ازدواجی بندھن میں بندھ جانے کے لئے شریعت اسلامی کا بتایا ہوا طریقہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اس کے بغیر ان کا عقد نکاح مشروع نہیں ہوتا۔

لیکن مردوں کی نظروں کو بھانے والی عورتوں میں سے بھی اللہ کے رسول نے بعض کے انتخاب کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ آپ کا ارشاد ہے:

تُنكَحُ النِّسَاءُ لِأَرْبَعَةٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ [29]

عورت سے چار وجوہ کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے: اس کے مال کی وجہ سے، اس کے حسب ونسب کی وجہ سے، اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے۔ پس تو دین والی عورت (سے نکاح کر کے ازدواجی زندگی میں) کامیابی حاصل کر تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔"

اس حدیث شریف میں زوجہ کے انتخاب کے مروجہ اصولوں میں سے ایک بہترین اصول کی نشاندہی کی گئی ہے کہ معاشرے میں عموماً مال ودولت اور خوشحالی رکھنے والی خواتین کو شادی کے لئے ترجیح دی جاتی ہے، یا اچھے حسب ونسب اور معاشرتی لحاظ سے اونچے خاندان کی عورتوں پر نگاہ انتخاب ٹھہرتی ہے۔ اس لئے ظاہری حسن وجمال اور پرکشش جسمانی خدوخال والی عورتیں مرکز توجہ بنتی ہیں لیکن اسلامی نقطہ نظر سے دیانتدار، تقوی شعار اور نیک صالح عورت ہی شادی کے خواہشمند حضرات کا مطمع نظر ہونی چاہیئے۔

نکاح کے انعقاد سے اسلام کا مقصود، زوجین میں محبت والفت، دیرینہ تعلقات کی استواری، شادی شدہ زندگی میں شریعت کے اوامر ونواہی کی فرمانبرداری، نیک اولاد کا حصول اور ان کی دینی تربیت کرنا ہے تاکہ معاشرے میں صالح افراد میں اضافہ ہوتا ہے۔ نیک صالح زوجہ کی وجہ سے مذکورہ امور کے حصول کی بجاطور پر توقع کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ نیک صالح بیوی، خاوند کے حقوق کو حقوق العباد سمجھ کر بھی ادا کرتی ہے اور اللہ کا حکم سمجھ کر بھی ان کی کماحقہ ادائیگی کے لئے اپنی توانائیاں صرف کرتی ہے۔ وہ خاوند کی خدمت کو عبادت سمجھتی ہے اور اس خدمت سے اسے روحانی خوشی ملتی ہے۔ خاوند کی خدمت اور اس کے حقوق کی ادائیگی سے حقوق اللہ اور حقوق العباد سے عہدہ برآ ہونے کے ساتھ ساتھ اس نے شریک حیات کو ازدواجی مسرتوں سے بھی شادکام کیا ہے۔

شوہر کی وفاداری

بیوی کی سب سے بڑی صفت یہ ہے کہ وہ اپنے خاوند کی خیر خواہی، وفاداری اور ڈکھ سکھ میں اس کی دلداری وغمگساری

کرنے والی ہوتی ہے جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے: وأرعاه على زوجه

اور وہ اپنے خاوند کا سب سے زیادہ خیال رکھنے والی ہوتی ہیں۔"

بچوں پر مہربان ہونے کی ایک صورت بچوں کی محسن تربیت وتعلیم بھی ہے۔ محسن تربیت اور اچھی تعلیم کی اعلیٰ وارفع نعمتوں کے زیر سایہ نشوونما پانے والے بچے ہی اچھے شہری اور معاشرے کے ذمہ دار فرد بنتے ہیں۔

زچگی کے اعتبار سے زرخیز ہونا

ایسی عورت کا انتخاب کیا جائے جو زچگی کے لحاظ سے زرخیز ہونے کے ساتھ ساتھ صحت مند بھی ہو تاکہ روز مرہ کے گھریلو کاموں کو آسانی اور خوشدلی سے کرلینے کی صلاحیت سے مالامال ہو۔ آپ کا ارشاد ہے:

«تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ [30]

"بہت زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچوں کو جنم دینے والی خاتون سے شادی کرو کیونکہ میں (روز حشر) تمہاری کثرت سے دوسرے انبیاء علیہم السلام کی امتوں پر فخر کروں گا۔"

متوازن شخصیت کی مالک ہونا

نکاح کے لئے انتخاب کی جانے والی لڑکی / خاتون کے متوازن شخصیت کا مالک ہونے کے بارے میں سید سابق مصری لکھتے ہیں:
"وہ خوبیاں جن کا لڑکی میں ہونا لازم ہے وہ یہ ہیں کہ کریم الطبع ہو اور مزاج کے اعتدال میں مشہور ہو، پر سکون اعصاب والی اور نفسیاتی انحراف سے دور ہو۔ ایسی لڑکی / خاتون ہی اس لائق ہوتی ہے کہ اپنے بچوں پر شفقت کرے اور اپنے خاوند کا خیال رکھے۔"[31]

باکرہ ہونا

کنواری لڑکی اپنے خاوند کے لئے ازدواجی مسرتوں کے لحاظ سے بہت زرخیز ثابت ہوتی ہے کیونکہ اپنے کنوار پن کی منزل سے کنوار پن کے ختم ہونے کے مرحلے پر، یہ اس کی کسی مرد سے پہلی آشنائی ہوتی ہے اس حالت میں وہ مرد کے لئے اپنی معصومیت کی بنا پر جس تمکین اور خود سپردگی کا مظاہرہ کرتی ہے اس سے زوجین کی باہمی الفت و محبت میں زور اور جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی باکرہ عورت سے شادی کی ترغیب دی ہے۔ "آپ نے حضرت جابر سے پوچھا آپ نے کس سے شادی کی؟ تو جابر نے عرض کی ثیبہ (شوہر دیدہ یعنی مطلقہ یا بیوہ) سے۔ آپ نے فرمایا: کنواری سے شادی کیوں نہیں کی کہ تو اس سے ہنسی مذاق کرکے دل بہلاتا، اور وہ تجھ سے ہنسی مذاق کرکے دل بہلاتی۔"[32] آپ ﷺ سے پوچھا گیا:

أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ؟ قَالَ: «الَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ، وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهَاوَمَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ»-[33]

کونسی عورتیں بہتر ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: بہترین عورت وہ ہے کہ جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو وہ اپنی بشاشت و آمادگی اور استقبال و خیر مقدمی) سے خاوند کو مسرور و شاد کردے، جب اسے کسی کام کا حکم دے تو اس کی فرمانبردار بن جائے، نیز اپنی ذات اور خاوند کے مال کے بارے میں اس کی مرضی کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائے۔"

لڑکی / خاتون کے لئے خاوند کیسا ہونا چاہیے؟

جس طرح مردوں میں شادی کے لئے بہترین عورتوں کی فطری خواہشیں ہوتی ہیں اسی طرح عورتوں میں بھی شادی کے لئے معاشرتی اور جسمانی لحاظ سے اچھے مردوں کی چاہت ہوتی ہے۔ والدین یا اولیاء نکاح کو اس سلسلے میں اپنی معصوم لڑکیوں خواتین کے جذبات و احساسات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اسلامی تعلیمات میں جس طرح مردوں کو انتخاب کی جانے والی عورتوں کے بارے میں

رہنمائی ملتی ہے اسی طرح قرآن وسنت کے نصوص، صحابہ اور صحابیات کے افعال و اعمال اور نکاح و ازدواج سے متعلقہ ان کے معمولات سے خواتین اور ان کے اولیاء کے لئے بہت سارے مفید رہنما اصول موجود ہیں۔

مرد متدیّن ومتشرّع ہونا

قرآن حکیم کی آیات میں اولیاء نکاح کو یہ بات وضاحت سے بتائی گئی ہے کہ وہ اپنی زیر ولایت لڑکیوں / خواتین کے لئے ایسے مردوں کا انتخاب کریں جو عقائد اور معاملات کے لحاظ سے متدین ہوں اور شریعت کے اوامر ونواہی کے پابند ہوں۔ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ[34]

مومن بندہ، مشرک سے بہتر ہے اگرچہ مشرک (اپنی جسمانی تراش خراش، وضع قطع، ڈیل ڈول اور سماجی حیثیت سے) تمہیں اچھا ہی کیوں نہ لگے۔" قرآنی تعلیمات، اہل ایمان کو یہی باور کراتی ہیں کہ ایمان والی عورتیں اپنے عقیدے کی پاکیزگی کی بناپر ایمان والے مردوں کے لئے موزوں ہیں کیونکہ ان کے دل ودماغ شرک کی آلائشوں سے پاک وصاف ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ[35]

پاک فطرت عورتیں پاک فطرت مردوں کے لئے اور پاکیزہ فطرت مرد، پاکیزہ فطرت عورتوں کے لئے (مناسب وموزوں) ہیں۔"

وہ لوگ جو عقائد کی پاکیزگی، معاملات میں دیانتداری اور تہذیب ومعاشرت میں شریعت کے اصولوں کی پاسداری کریں وہ مومن عورتوں کے لئے موزوں اور مماثل ہیں۔ اگر ایسے لوگوں میں سے کوئی شخص رشتے کا طلبگار ہو کر تمہارے پاس آئے تو مذکورہ عقیدہ وکردار کی موجودگی میں اسے اپنے میں جذب کرلو، انکار کرکے ناکام نہ لوٹاؤ۔ رسول اللہ صلی اظلم کا ارشاد ہے:

إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيض قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنْ كَانَ فِيهِ قَالَ إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَأَنْكِحُوهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ[36]

"جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص پیام نکاح بھیجے جس کے دین واخلاق تمہیں پسند ہوں تو (اپنی لڑکی کو) اس سے بیاہ دو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں فتنہ اور وسیع فساد (پھیل جائے گا۔" دوسری روایت ہے کہ "صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگرچہ اس میں (قلت مال کا عیب ہو ؟) آپ نے فرمایا: جب تمہارے پاس ایسا شخص (نکاح کی خواہش لے کر) آئے جس کے دین واخلاق سے تم راضی ہو تو اپنی زیر ولایت لڑکی سے) اس کا نکاح کرادو۔ اگر ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور وسیع فساد برپا ہو جائے گا۔ آپ نے تاکیداً یہ جملہ تین بار ارشاد فرمایا۔"

اس لئے ایسے افراد جن کے دین اور اخلاق اتنے اچھے ہوں کہ جن سے وہ رشتہ مانگ رہے ہیں وہ ان پر انگلی نہ اٹھا سکیں تو لڑکیوں کے اولیاء کو رسول اللہ ﷺ کے فرمان شریف کے ہوتے ہوئے کسی چیز کی پرواہ نہ کریں کیونکہ جو لوگ متدین ہوتے ہیں وہ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی میں ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

مرد، جسمانی طور پر تندرست ہونا

جسمانی عیوب کے حامل مرد سے عورت کو طبعاً نفرت ہو سکتی ہے اور نفرت کی بنا پر عورت اس کی خدمتگذاری نہیں کر سکے گی۔ اس لئے عورتوں کے لطیف جذبات واحساسات کا لحاظ کرتے ہوئے اندھے، فالج زدہ، مبروص اور مجنون وغیرہ سے ان کی شادی نہیں کی جانی چاہیئے۔ مصطفیٰ العدوی لکھتے ہیں:

> ويستحب لها أن تتزوج رجلاً سليماً من العيوب التي قد تنفرها منه ومن ثم لا تستطيع أن تؤدى له حقه قال النبي : فت من المجذوم فرارك من الأسد[37]
>
> "شادی کرنے والی خاتون کے لئے یہ بات مستحب ہے کہ (جسمانی) عیوب سے سالم آدمی کے ساتھ شادی کرے جو عیوب عورت کو اس یعنی خاوند سے متنفر کر دیں اور نفرت کی بنا پر وہ اس کا حق بھی ادا نہ کر سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوڑھی سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے (اس کے پھاڑ کھانے سے بچنے کے لئے) بھاگا جاتا ہے۔"

خلاصہ کلام

اولیاء کو اپنی زیر ولایت خواتین کے لئے کسی ایسے مردوں کا انتخاب کرنا چاہیے جو بقائے نسل کا باعث ہو اور ان سے توالد وتناسل کا سلسلہ جاری ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں کو مشورہ دیا کہ وہ زیادہ بچے جنے والی خواتین سے شادی کریں تاکہ امت کے افراد میں اضافہ ہو اور روز حشر آپ ﷺ اپنی اُمت کی کثرت سے دوسری اُمتوں پر فخر کر سکیں۔ اولاد کے سلسلے کو جاری رکھنے کے لئے خواتین کے اولیاء بھی اپنی زیر ولایت بیبیوں کے لئے تندرست اور جسمانی لحاظ سے زرخیز مردوں کو منتخب کریں تاکہ اس دنیا میں خواتین کو اپنی اولاد کے وجود سے مامتا کی خوشیاں ملیں، ازدواجی زندگی کی مسرتیں حاصل ہوں، محوروں کی رونقیں قائم رہیں، ان کی وفات کے بعد اولاد میں باقیات صالحات نہیں اور آخرت میں اجر وثواب کے حصول کا ذریعہ ہوں۔ عورت کے لئے ایسا خاوند مناسب وموزوں ہے جو قرآن وسنت کے علم سے بہرہ مند ہو تاکہ عورت اس سے اسلامی تعلیمات کی آگاہی حاصل کر سکے اور اولاد میں رُشد وہدایت کا سلسلہ جاری ہو نیز آس پاس کے لوگوں کو بھی دینی رہنمائی حاصل کرنے میں آسانی ہو۔

حوالہ جات وحواشی

[1] النسأء: ۴:۳

An-Nisa: 4:3

[2] ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (260-360ھ) المعجم الاوسط: حدیث 2342، باب من اسمه ابراهیم ج 3 ، محقق طارق بن عوض الله بن محمد، الناشر دار الحرمين القاهرة

Abu al-Qasim Sulaiman bin Ahmad al-Tabarani (260-360 AH) Al-Ma'jam al-Awsat: Hadith 2342, Chapter Min Asma Ibrahim, Vol 3

[3] عبدالله محمد بن سلامة بن جعفر القضاعی المصری (م 454 ھ) مسند الشهاب القضاعی : ج2،ص96، حدیث 957

Abdullah Muhammad bin Salama bin Jafar al-Qada'i al-Masri (d. 454 AH) Musnad al-Shahab al-Qada'i: Volume 2, p. 96, hadith 957

[4] صحیح بخاری: حدیث 5082 ، باب الی من وای الی النساء خیر ، ج 7، ص 6

Sahih al-Bukhari: Hadith 5082, Chapter 7, p. 6

[5] صحیح مسلم: حدیث 3485، باب ندب النظر الی وجه المراة : ج 2، ص 1040

Sahih Muslim: Hadith 3485, chapter on looking at the face of women: Volume 2, page 1040

[6] السید، محمد ، سابق ، فقه السنة : باب النظر الی المخطوبة، ج 2، ص 28، دار لکتاب العربی، لبنان، ط سوم، 1977م

Al-Sayed, Muhammad, Ex., Fiqh al-Sitta: Bab al-Nazar al-Makhtuba, vol. 2, p. 28, Dar Laktab al-Arabi, Lebanon, III, 1977.

[7] بدائع الصنائع : کتاب الاستحسان، ج 5، ص 122

Bada'i al-Sana'i: Kitab al-Istihsan, vol. 5, p. 122

[8] فقه السنتة : باب النظر الی المخطوبة، ج2، ص 28

Fiqh al-Sunnah: Chapter Al-Nazar al-Makhtuba, Vol. 2, p. 28

[9]وهبه الزحیلی، الفقه الاسلامی وادلته : 9/90

Wahbah al-Zahili, al-Fiqh al-Islami wadalta: 90/9

[10] سنن ابن ماجه : حدیث 2043 ، باب طلاق المکره والناسی ، ج 1، ص 659

Sunan Ibn Majah: Hadith 2043, Chapter Talaq al-Mukra and Nasi, vol. 1, p. 659

[11] سنن ابن ماجه : حدیث 2043 ، باب طلاق المکره والناسی ، ج 1، ص 659

Sunan Ibn Majah: Hadith 2043, Chapter Talaq al-Mukra and Nasi, vol. 1, p. 659

[12] زحیلی، وهبة الرحیلي، الفقه الإسلامي وادلته، دمشق: دار الفكر -سورية دمشق، ج9،ص70

Zaheili, Wahbat al-Rahili (Professor of Islamic Fiqh and Asura at the University of Damascus - College of Al-Sharia): Fiqh al-Islami Wadiyya Al-Nasher: Dar al-Fikr - Syria Damascus, Vol. 9, p. 70

[13] زحیلی، وهبة الرحیلي، الفقه الإسلامي وادلته، ج9،ص70

Zaheili, Wahbat al-Rahili (Professor of Islamic Fiqh and Asura at the University of Damascus - College of Al-Sharia): Fiqh al-Islami Wadiyya Al-Nasher: Dar al-Fikr - Syria Damascus, Vol. 9, p. 70

[14] یوسف، عبد الرحمن بن عبد الخالق، الزواج في ظل الاسلام: ص 70،71، الدار السلفیه، الکویت،1988

Yusuf, Abd al-Rahman bin Abd al-Khaliq, Marriage under the Shadow of Islam: pp. 70, 71, Al-Dar al-Salfiyyah, Kuwait, 1988.

[15] یوسف، عبد الرحمن بن عبد الخالق، الزواج في ظل الاسلام: ص 70،71

Yusuf, Abd al-Rahman ibn Abd al-Khaliq, al-Zujaj fi Zal al-Islam: pp. 70, 71

[16] الاحزاب: 50:33

Al-Ahzab: 50:33

[17] یوسف، عبدالرحمن بن عبد الخالق، الزواج في ظل الاسلام: ص 70،71

Yusuf, Abd al-Rahman ibn Abd al-Khaliq, al-Zawjah fi Zal al-Islam: pp. 70, 71

[18] الاسلام الدین الفطری الابدی : 2

Al-Islam al-Din al-Fitri al-Abdi: 2

[19] شقه ، عبد الحلیم، عورت، عہد رسالت میں، مترجم: محمد فہیم اختر ندوی ، ص 109 ، نشریات لاہور

Abd al-Haleem, Woman, in Love and Mission, Translated by Muhammad Faheem Akhtar Nadvi, p. 109, Lahore Broadcasting.

[20] سنن ابن ماجه حدیث 2075، باب خیار الامة اذا اعتقت ج 1 ، ص 671

Sunan Ibn Majah Hadith 2075, Chapter Khiyar al-Umma if Belief Vol. 1, p. 671

[21] جلال الدین عمری، سید مولانا مسلمان عورت کے حقوق اور ان پر اعتراضات کا جائزہ، اسلامک ریسرچ اکیڈمی کراچی، ص 30

Jalludeen,Umari Maulana, Review of Maulana Muslim Women's Rights and Counseling, Islamic Academy Karachi, p. 30

[22] ابومالک، کمال بن السید السالم، تلمیذ الشیخ مصطفی العدوی، صحیح فقه السنة وادلته و توضیح مذاهب الائمة، باب شروط صحة عقد النكاح، ج 3، ص 141، ناشر المكتبة التوفيقية القاهره مصر، طبع 2003 ء

Al-Asqalani, Ahmad bin Ali bin Hajar, Abul Fazl, Fateh al-Bari, Bab al-Sultan Wali: 193/9, Nasher Dar Al-Marafah, Beirut, 1379 AH, 35 Takhrij Muhammad Fawad Abd al-Baqi.

[23] صحیح بخاری ، حدیث 5136

Sahih al-Bukhari: Hadith 5136

[24] السيد، محمد، السابق، فقه السنة، باب النظر الى المخطوبة: ج2، ص29

Al-Sayed, Muhammad, Al-Al-Aqee, Fiqh al-Sunnah, Chapter Al-Nazar al-Makhtuba: Volume 2, p. 29

[25] عصمت ناز، پروفیسر ، ڈاکٹر ، عورت، اسلام اور معاشرہ ، ص 87، کتاب نگر ، حسن آرکیڈ ملتان، اشاعت اول 2003 ء

Ismat Naz, Professor, Doctor, Woman, Islam and Society, p. 87, Nagar, Hasan Arcade, Multan, First Publication 2003

[26] صحیح البخاری: حدیث ،2310 ، باب وكالة المراة الامام فى النكاح، ج 3، ص 100

Sahih Al-Bukhari: Hadith, 2310, Chapter 100

[27] عسقلانی، ابن حجر، فتح الباری، مکتبه الصفاء، ج9، ص175

Asqalani, Ibn Hajar, Fath al-Bari, Maktaba Al-Safa, Vol. 9, p. 175

[28] ظفیر الدین، محمد، اسلام کا نظام عفت و عصمت، دارالاندلس، ص 103

Zafir al-Din, Muhammad, Islam's System of Chastity and Chastity, Dar al-Andalus, p. 103

[29] نسائی، احمد بن شعیب، ابو عبد الرحمن ، (215-303ھ) ، سنن نسائی ، باب کرهیه تر و جمالز و نا، حدیث 3232

Nisani, Ahmad Ibn Shuaib, Abu Abd al-Rahman, (215-303 AH), Sunan Nasa'i, Chapter Karahiya Tar Wa Jamals Wa Na, Hadith 3232

[30] سنن ابو داؤد، حدیث 2050

Sunan Abu Dawud, Hadith 2050

[31] فقه السنت باب اختيار الزوجة، ج 2، ص 20

Fiqh al-Sunnah chapter on the authority of wife, Vol. 2, p. 20

[32] صحیح بخاری: حدیث 2097، ج 3، ص 62

Sahih Bukhari: Hadith 2097, vol. 3, p. 62

[33] نسائی، ابو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، النسائي (المتوفى: 1303) المجتبى من۔ السنن السنن الصغرى للنسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، الناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية-حلب، الطبعة: الثانية 1406 -1986 حديث 3231، باب أَيُّ النِّسَاءِ خَيرٌ

Nasa'i, Abu Abd al-Rahman Ahmad bin Shu'ayb bin Ali al-Khorasani, Al-Nasa'i (died: 1303) al-Mujtaba min. Al-Sunan al-Sunan al-Sughra for women, Research: Abd al-Fattah Abu Ghada, Al-Nashar: Maktab al-Maqbatat al-Islamiyya-Aleppo, Edition: Second 1406-1986, Hadith 3231, Chapter Aye-yup al-Ninsa’a-e Khair

[34] البقرة:2 : 221

Al-Baqarah: 2: 221

[35] النور: 26:24

Al-Nur: 26:24

[36] سنن ترمذی: حدیث 1085،1084: 366/387

Sunan Tirmidhi: Hadith 1084, 1085: 387/366

[37] العددي ، مصطفى، الجامع لاحكام النساء، الفقه الإسلامي الكتب المطبوعة، 259

Al-Adi, Mustafa, Al-Jaami Lahakm al-Nisa, Al-Fiqh al-Islami Kitub al-Kubbatah, 259